

۳۹۲

خاندانی منصوبہ بندی شرعی نقطہ نظر سے

ابو شہاب رفیع اللہ

زمانہ جدید کے اکثر مسائل ایسے ہیں جن کے متعلق عام طور پر یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ اسی زمانہ کی پیداوار ہیں۔ اور آج سے پہلے ان کا کوئی وجود نہ تھا۔ انہی میں سے ایک مسئلہ خاندانی منصوبہ بندی کا ہے۔ یہ مسئلہ کم و بیش ہر زمانے میں موجود رہا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کسی زمانے میں اس کا کوئی ایک پہلو اجاگر ہوا اور کسی زمانے میں کوئی دوسرا۔ ہمارے زمانے میں خاندانی منصوبہ بندی چونکہ معاشی نقطہ نظر سے اجاگر ہوئی ہے۔ اس لئے بعض لوگ اسے بھی ایک جدید مسئلہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ خود اسلامی تاریخ کے زمانہ تشریح میں اس مسئلہ کا وجود ملتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اس وقت اس کی شرعی حیثیت متعین ہوئی۔

اس مسئلہ کو جدید قرار دے کر اس کی شرعی حیثیت کے متعلق یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ سلف صالحین سے اس سلسلے میں کچھ بھی منقول نہیں۔ اس کے بعد اپنی من مانی تاویلات کے ذریعے اسے حرام قرار دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ سلف صالحین نے قرآن و سنت کی روشنی میں اس کے متعلق اتنا کچھ فرما دیا ہے کہ اس پر مزید کسی اضافہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ ان معدودے چند مسائل میں سے ایک ہے جس پر ہمارے مذاہب اربعہ کے ائمہ مجتہدین کا مکمل اتفاق ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

اما العزل فقد حرمه طائفة لكن الاثمة الاربعة علی

جوازه باذن المرأة - (۱)

کچھ اہل علم نے عزل کے جواز کو تسلیم نہیں کیا لیکن مذاہب اربعہ (مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ، حنفیہ) کے ائمہ کے نزدیک یہ بیوی کی اجازت سے جائز ہے -

اہل علم پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں فقہ کی تدوین کے بعد امت کی اکثریت کے نزدیک قرآن و سنت کی صرف وہی فقہی تعبیر و تفسیر معتبر سمجھی جانے لگی جو ائمہ مجتہدین سے منقول ہو۔ یہ نظریہ ابھی تک قائم ہے۔ بلکہ یہ پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر چکا ہے۔ ان کا اندازہ آپ کو مولانا محمد شفیع صاحب کے ان الفاظ سے ہوگا :-

”ہر کسی لکھے پڑھے آدمی سے مخفی نہیں کہ پوری دنیائے اسلام بجز عدد قلیل کے انہیں ائمہ مجتہدین کو قرآنی قانون کی تعبیر میں حجت (اتھارٹی) تسلیم کرتی ہے۔ قرآن و سنت کے قانون کی کوئی تعبیر ان کے خلاف قابل اعتماد نہیں سمجھتی اور پاکستانی عوام کی اٹھانوے فیصد اکثریت حنفی المذہب ہے۔ اگر دوسرے اماموں کی فقہ میں گنجائش بھی ہوتی، تب بھی ملک کی اتنی بڑی اکثریت کے مذہبی مسالک کے خلاف کوئی قانون بنانا صحیح نہ ہوتا“ - (۲)

اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں صرف اس قرآنی استدلال کو پیش کر دینا کافی ہے جو ائمہ مجتہدین سے منقول ہو۔ فقہاء کرام کسی چیز کی حرمت و حلت کا فیصلہ کرتے

(۱) مختصر الفتاویٰ المصریہ صفحہ ۲۳۱ مطبعہ السنۃ المحمدیہ مصر سنہ ۱۹۴۹ء

(۲) عائل قولین پر مطبوع تبصرہ - مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ ۲۲

وقت صرف احادیث ہی کو سامنے نہ رکھتے تھے بلکہ وہ اس سلسلے میں قرآنی حجت تلاش کرتے تھے۔ یہی حال ہمارے اس خاص مسئلہ کا ہے۔ ہمارے ملک میں چونکہ عوام کی اکثریت حنفی المذہب ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب سے پہلے اس استدلال کو پیش کیا جائے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم سے فرمایا ہے۔

آیت ”نساءکم حرثالکم“

حنفی فقہ کے مطابق قرآن مجید کے مفسر علامہ ابوبکر جصاص نے قرآنی آیت نساؤکم حرث لکم (البقرہ) - تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے :-

وقد روى عن ابن عمر في قوله (نساؤكم حرث لكم)
قال كيف شئت ان شئت عزلاً أو غير عزل رواه أبو حنيفة عن
كثير الرياح الاصم عن ابن عمر و روي نحوه عن ابن عباس
و هذا عندنا في ملك اليمين و في الحررة اذا اذنت فيه وقد
روي ذلك على ما ذكرنا من مذهب اصحابنا عن أبي بكر رض
وعمر رض و عثمان رضوا بن مسعود رضوا بن عباس و آخري
غيرهم (۳) -

(نساؤکم حرث لکم) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں) کی تفسیر
میں حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ چاہے عزل کرو یا نہ کرو۔ امام
ابو حنیفہ نے کثیر الرياح سے اور انہوں نے ابن عمر رض سے روایت کیا۔
اور حضرت عباس رض سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔ ہمارے نزدیک

(مراد حنیفہ) یہ اجازت لونڈی کے ساتھ مخصوص ہے۔ آزاد عورت کی اجازت ضروری ہے۔ حنیفہ کا یہ مسلک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس اور دوسرے اجل صحابہ سے مروی ہے۔

یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اس آیت کی یہ تفسیر صرف احناف ہی نے روایت کی ہے۔ آپ جو بھی معتبر تفسیر اٹھا کر دیکھیں گے اس آیت کی تفسیر میں آپ یہ قول ضرور پائیں گے :-

و قال آخرون معنی ذلك اثنوا حرثکم کیف شئتم فا عزلوا
إن شئتم و إن شئتم فلا تعزلوا (۴)

(اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی منقول ہے کہ جیسے تم چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ گے معنی یہ ہیں کہ چاہے تم عزل کرو یا نہ کرو)۔
اسی تفسیر طبری کے حاشیہ پر ایک دوسری اہم تفسیر نیشاپوری ہے۔ اس بارے میں اس کے الفاظ یہ ہیں :-

و عن ابن عباس المعنی إن شاء عزل و إن شاء لم
يعزل (۵)

اس آیت کی تفسیر حضرت ابن عباس سے یہ منقول ہے کہ چاہے عزل کرو یا نہ کرو۔

امام فخر الدین رازی نے یہی کچھ بیان فرمایا ہے :-

قال ابن عباس المعنی إن شاء عزل و إن شاء لم يعزل
و هو منقول عن سعید بن المسیب (۶)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ چاہے عزل کرو یا نہ کرو اور یہی معنی حضرت سعید بن المسیب سے منقول ہیں۔

(۴) تفسیر طبری جلد ۲ صفحہ ۲۳۴ مطبعہ الکبری الامیریہ سنہ ۱۳۲۴ھ

(۵) تفسیر نیشاپوری جلد ۲ صفحہ ۳۲۷

(۶) تفسیر کبیر دار الطباعة العامرة مصر جلد ۲ صفحہ ۴۵۴

فقہاء کے نزدیک عزل کا مفہوم

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کرنے والوں کی بات بنتی نظر نہ آئی تو پھر انہوں نے عزل کی اصطلاح ہی میں گول مول کرنا شروع کر دیا اور اس کو اپنا من مانا مفہوم پہنانے کی کوشش کی۔ دیانت داری کا تقاضا تو یہ ہے کہ عزل کے اس مفہوم کو سامنے رکھا جائے جو فقہاء نے متعین کیا ہے اور عام طور پر ان الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے :-

حکم العزل هذا يجرى على استعمال دواء لمنع الحمل مؤقتاً ويجرى على اسقاط النطفة قبل نفخ الروح فيها فان الحكمة في الكل واحدة وهي منع الحمل و الله أعلم - (۷)

عزل کے حکم میں حمل روکنے کی دوا اور نفخ روح سے پہلے حمل گرا دینا بھی شامل ہے کیونکہ ان تمام میں ایک ہی حکمت ہے اور یہ حمل کا روکنا ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے اس کی تشریح ان الفاظ میں بیان کی ہے :-

اس کی جو صورت اس زمانے میں معروف تھی، اسے عزل کہا جاتا ہے یعنی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادہ تولید رحم میں پہنچنے نہ پائے خواہ مرد کوئی صورت اختیار کرے یا عورت فم رحم کو بند کرنے کی کوئی تدبیر کرے (۸)۔

(۷) کتاب التاج الجامع للاصول جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ مطبع عیسیٰ البابی، مصر
(۸) ضبط ولادت عقلی اور شرعی حیثیت سے۔ مطبوعہ دار الاشاعت مولوی مسافر خانہ
کراچی صفحہ ۳۱

امام شافعی رح کا نقطہ نظر

خاندانی منصوبہ بندی کے جواز میں امام شافعی رح کا نقطہ نظر تو کافی ہمدردانہ ہے۔ دوسرے ائمہ مجتہدین جہاں عام حالات میں عزل کے لئے بیوی کی رضامندی ضروری قرار دیتے ہیں، آپ اس کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے (۹)۔ آپ نے فانکحوا ما طاب لکم من النساء کی جو تفسیر کی ہے، وہ نہ صرف خاندانی منصوبہ بندی کی تائید میں ایک بہت بڑی دلیل ہے بلکہ اس سے ایک اور اہم مسئلہ تعدد ازواج بھی واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔ یہ دونوں مسائل ہی تو ایسے ہیں جن کے متعلق بار بار یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ مغرب کی جھوٹی نقالی میں کیا جا رہا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے اور جسے بڑے ثقہ مفسرین نے ترجیح دی ہے۔ معترض حضرات کے بے جا اعتراضات کا مسکت جواب ہے۔ پہلے وہ آیت اور اس کے متداول معانی ملاحظہ ہوں:—

وإن خفتم ألا تقسطوا في اليتيمى فانكحوا ما طاب لکم
من النساء مثنى وثلث وربع فان خفتم ألا تعدلوا فواحدة
أو ما ملکت ایمانکم ذلک أدنی ألا تعولوا۔ (النساء - ۳)

اگر تم یتیموں سے بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں۔ بے انصافی سے بچنے کے لئے یہ زیادہ قرین صواب ہے۔

امام شافعی رح نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شادی کو ایک بیوی تک محدود رکھنے کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے: تاکہ تم زیادہ عیال دار نہ

ہو جاؤ :-

وقد حكي عن الامام الشافعي رح أنه فسر أن لا تعيلوا

بان لا تكثر عيالكم - (۱۰)

امام شافعی رح نے ان لاتعلوا کی تفسیر بیان فرمائی ہے کہ ان لا تعیلوا یعنی تاکہ تم زیادہ عیال دار نہ ہو جاؤ -

آخر خاندانی منصوبہ بندی کا اس سے زیادہ اور کیا مقصد ہے ؟

اگرچہ بڑے بڑے ثقہ اور معتبر مفسرین مثلاً علامہ الوسی صاحب روح المعانی اور علامہ فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے امام شافعی رح کی تفسیر ہی کو ترجیح دی ہے تاہم بعض حضرات نے لغت کے اعتبار سے اس تفسیر پر اعتراض کیا ہے جس کا ان مفسرین نے بڑا مفصل اور مدلل جواب دیا ہے اور لغت اور فصحاء عرب کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ امام شافعی رحمة الله عليه کی تفسیر عین لغت عرب کے مطابق ہے - علامہ الوسی فرماتے ہیں :-

وذكر في الكشف أنه لا حاجة إلى اصل الجواب عن

الامام الشافعي فان الكسائي نقل عن فصحاء العرب عال

يعول إذا كثر عياله وبمن نقله الاصمعي والازهرى - (۱۱)

کتاب الكشف میں مذکور ہے کہ امام شافعی کی تفسیر پر اعتراض کا لہجہ چوڑا جواب دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ کسائی نے فصیح عربوں سے عال کے یہی معنی نقل کئے ہیں کہ جب عیال زیادہ ہو جائیں - الاصمعی اور الازہری جیسے ماہرین لغت و ادب نے یہی معنی کئے ہیں -

علامہ الوسی مزید فرماتے ہیں کہ یہ تفسیر کوئی نئی نہیں بلکہ سلف

(۱۰) روح المعانی علامہ الوسی الجز الرابع صفحہ ۱۷۶ ادارہ الطباعہ

المنيرية مصر -

(۱۱) ایضاً

صالحین سے بھی منقول ہے :-

و هذا التفسير نقله ابن أبي حاتم عن زيد بن اسلم وهو
من اجلة التابعين و قرأة طاوس أن لا تعملوا مويده له فلاوجه
لتنشيع من شنع على الامام جاهلا باللغات و الآثار (۱۲)

اور اس آیت کی ایسی ہی تفسیر ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت
کی ہے اور وہ نامی گرامی تابعی ہیں اور حضرت طاوس کی قرأت ان لا تعملوا
اس کی تائید کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے امام شافعی رحمہ
پر بلا وجہ اعتراض کئے ہیں وہ لغت اور آثار سے ان کی جہالت پر
مبنی ہیں -

علامہ الوسی صاحب اس کے بعد امام القراء الدوری کا یہ فیصہ کن قول
پیش کرتے ہیں کہ یہ لغت حمیر ہے اور اس لغت میں اس کے وہی معنی ہیں
جو امام شافعی رحمہ نے بیان فرمائے ہیں :-

وقد نقل الدوری امام القراء انها لغة حمير و انشد :-

وان الموت تاخذ كل حي بلاشك و ان امشي وعالا

أي وإن كثرت ماشيته و عياله - (۱۳)

امام القراء الدوری نے نقل کیا ہے کہ یہ یعنی تعملوا کے معنی عیالدار
ہونا - قبیلہ حمیر کی لغت ہے اور اس کی تائید میں یہ شعر پڑھا -

بے شک موت ہر زندہ کو جا لیتی ہے، چاہے اس کے مویشی اور عیال
کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہو - یعنی امشی دعا لا کے معنی ہیں کہ اس کے
مویشی اور عیال کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں -

(۱۲) ایضاً

(۱۳) ایضاً

امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے امام شافعی رح کی تفسیر کو ترجیح دینے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے -

”وهو أن الوجه الذي ذكره الشافعي أرجح لانه لو حمل على الجور لكان تكراراً لانه فهم ذلك من قوله فان خفتم الا تقسطوا - اما إذا حملناه على ما ذكره الشافعي لم يلزم التكرار فكان أولى (۱۴)

امام شافعی رح کی تفسیر اس کے قابل ترجیح ہے کہ اگر تمولوا کے معنی ظلم کے لئے جائیں تو پھر اس آیت میں تکرار واقع ہوتا ہے کیوں کہ یہ مفہوم تو انصاف نہ کرنے کے خدشہ سے پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے لیکن اگر امام شافعی رح کے بیان کردہ معانی لئے جائیں تو پھر کسی قسم کا تکرار لازم نہیں آتا اس لئے یہی تفسیر عمدہ ہے -

اس کے علاوہ ائمہ موصوف نے اس تفسیر کو ترجیح دینے کے کچھ اور وجوہ بھی بیان فرمائے ہیں اور سب وجوہ کے بیان کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیتے ہیں :-

ثبت بهذه الوجوه ان الذى ذكره امام المسلمين الشافعي رح في غاية الحسن و إن الطعن لا يصدر إلا عن كثرة الغباوة و قلة المعرفة - (۱۵)

ان تمام وجوہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو تفسیر امام شافعی رح نے بیان کی ہے وہ عمدہ ترین ہے اور جن لوگوں نے آپ پر اس سلسلے میں اعتراض کئے ہیں، وہ کم علمی پر مبنی ہیں -

صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں :-

قال أبو حاتم كان الشافعي أعلم بلسان العرب منا فلعله لغة و يقال هي لغة حمير وقال البيضاوي أنه من عال الرجل عياله يعولهم إذا مأنهم فمير عن كثرة العيال بكثرة المثون على الكناية و فرء طلحة بن مصرف الاتعلوا بوياء قول الشافعي - (۱۶)

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ سے زیادہ لغت عرب کے جاننے والے تھے پس شاید کہ یہ کسی قبیلہ کی لغت ہو اور کہا گیا ہے کہ یہ حمیر کی لغت ہے اور امام شافعی رحمہ نے اس کا مطلب اخراجات کا پورا کرنا لکھا ہے پس بطور کتابت زیادہ عیالدار پر زیادہ اخراجات مراد ہیں اور طلحة کی قرات الاتعلوا امام شافعی رحمہ کے قول کی تائید کرتی ہے -

خاندانی منصوبہ بندی کی تائید میں مختلف ائمہ و مفسرین کے اقوال ہم نے نقل کئے ہیں - اس میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ صرف وہی اقوال نقل کئے جائیں جو بالکل واضح اور دو ٹوک ہیں اور ان میں کسی قسم کی تاویل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے - قرآن حکیم کو سب سے زیادہ صحیح طریقہ پر سمجھنے والے صحابہ تھے جو اس کے سب سے پہلے مخاطب تھے اور جو ہر قسم کی الجھن کو خود حضور صلعم سے پوچھ کر صاف کر لیا کرتے تھے - ان حضرات کا یہ فرمانا کہ وہ ضبط ولادت کی اجازت کو قوانی اجازت سمجھتے ہیں بہت وزن رکھتا ہے - صحابہ کرام اس کے جواز میں یہ فرمایا کرتے تھے :-

فعلناه في زمن التشريع ولو كان حراما لم نقر عليه وإلى ذلك بشير قول ابن عمر كنا نتقى الكلام والانبساط إلى نساينا هيمية أن ينزل فينا شئ على عهد النبي صلى الله عليه وسلم قلما مات النبي صلعم تكلمنا و انبسطنا - (۱۷)

ہم نے زمانہ تشریع میں عزل کی اجازت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر یہ حرام ہوتا تو ہم اس پر قائم نہ رہ سکتے (حالانکہ صحابہ کرام کی احتیاط کا یہ عالم تھا) جیسا کہ حضرت ابن عمر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں ہم اس خوف سے کہ مبادا ہمارے متعلق قرآن حکیم نازل نہ ہو جائے اپنی بیویوں سے کھل کر بات کرنے اور ہنسنے سے بھی کتراتے تھے۔ ہم نے ایسا صرف حضور صلعم کی وفات کے بعد ہی کیا۔

اس واقعہ سے صحابہ کرام کی احتیاط کا پتہ چلتا ہے۔ اس احتیاط کے باوجود انہوں نے زمانہ تشریع میں عزل کی اجازت سے فائدہ اٹھایا اور قرآن حکیم میں ان کو اس فعل سے روکنے کے لئے کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔

حضرت جابر رضی کی یہ صحیح روایت بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اس فعل کی توثیق کرتی ہے:—

عن جابر قال كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرآن ينزل - متفق عليه - (۱۸)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ عہد رسالت میں جب کہ احکام قرآنی کا سلسلہ نزول جاری تھا تو ہم لوگ عزل کرتے تھے۔ یہ متفق علیہ حدیث ہے۔

(۱۷) فتح الباری لا بن حجر عسقلانی مطبعہ الکبریٰ المیریہ سنہ ۱۳۰۱ھ الجلد

التاسع صفحہ ۲۶۷

(۱۸) نیل الاوطار جلد ششم صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی

سنہ ۱۹۶۱ء

خاندانی منصوبہ بندی اور قتل اولاد

لیکن مقام حیرت ہے کہ ان تمام واضح اور دو ٹوک فیصلوں اور تفسیروں کو بالکل نظر انداز کر کے قرآن حکیم سے اشاروں کنائیوں سے خاندانی منصوبہ کی حرمت ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ مضمون کے خاتمہ سے پہلے خاندانی منصوبہ بندی کی قرآن سے حرمت ثابت کرنے والوں کی قرآنی دلیل کا بھی جائزہ لے لیا جائے۔ ان کی سب سے بڑی دلیل یہ آیت ہے۔

ولا تقتلوا اولادکم خشية اطلاق نحن نرزقہم وایاکم ان
قتلہم کان خطاء کبیراً - (بنی اسرائیل - ۳۱)

(ترجمہ) فقر و فاقہ کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم ہی انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی بیشک ان کا قتل کر دینا بڑی ہی غلطی کی بات ہے۔

اس سے کسی فرد بشر کو انکار نہیں کہ اولاد کا قتل کر دینا ہر لحاظ سے بری بات ہے اور دنیا کے تمام ممالک میں یہ قانونی جرم ہے۔ اسلام کے نزدیک بھی یہ ویسا ہی جرم ہے اور وہ ممالک جہاں خاندانی منصوبہ بندی پر سرکاری طور پر عمل کرایا جا رہا ہے وہاں بھی یہ ایسا ہی جرم ہے۔ جیسا کہ ان ممالک میں جہاں اس پر عمل نہیں کیا جا رہا۔ دراصل اس آیت کے ذریعہ ایک مغالطہ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ عربی لغت کی رو سے لفظ ”ولد“ کا اطلاق اس بچہ پر ہوتا ہے جو پیدا ہو چکا ہو بلکہ اس کے معنی ہی پیدائش کے ہیں۔ عزل کا مفہوم جو فقہاء نے متعین کیا ہے آپ کی نظر سے گزر چکا ہے (۱۹) اس پر ایک نظر دوبارہ ڈال لینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ ائمہ مجتہدین جن کی محبت کا دم بھرتے ہوئے ہم نہیں تھکتے ان کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جب تک حمل میں جان نہ پڑ جائے وہ بچہ شمار ہی نہیں ہوتا۔

یہ صورت چونکہ چار ماہ کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے اس لئے چار ماہ سے پہلے حمل کا گرا دینا ایسا ہی ہے جیسے عزل کے وقت نطفہ کا ضائع کر دینا۔ حنفی فقہ کی مشہور کتاب شامی کا یہ فتویٰ ملاحظہ ہو :-

هل يباح الاسقاط بعد الحمل نعم يباح ما لم يخلق منه
شئى ولا يكون ذلك الا بعد مائة و عشرين يوما (۲۰)

کیا حمل ٹہر جانے کے بعد اس کا گرا دینا مباح ہے ہاں جب تک کہ اس کے کوئی عضو وغیرہ نہ بنے ہوں۔ اور یہ ایک سو بیس دن کے بعد ہی بنتے ہیں۔

واضح شرعی اجازت کے باوجود خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کرنے والے حضرات کا سب سے بڑا ہتھیار یہی آیت ہے جسے وہ اپنے من مانے معانی پہنا کر اپنی مطلب براری کر رہے ہیں لیکن اگر اس آیت کی وہی تفسیر سامنے رکھی جائے جو ائمہ مجتہدین سے منقول ہے اور ہم نے ابھی بیان کی ہے تو ان حضرات کی تنکوں کی عمارت دھڑام سے نیچے گر پڑتی ہے۔

(۲۰) شامی - علامہ ابن عابدین جلد ۲ صفحہ ۴۱۲ مطلب فی اسقاط الحمل